سبق نمبر 8

موضوع

اجرائے نبوت پر 6 احادیث کے بارے میں قادیانی شبہات اور ان کے علمی تحقیقی جوابات

مولانا سعد کامران

سبق نمبر 8

اجرائے نبوت پر 6 احادیث کے بارے میں قادیانی شبہات اور ان کے علمی تحقیقی جوابات

حدیث نمبر 1:

”قادیانیوں کا باطل استدلال“

قادیانی ابن ماجہ کی درج ذیل روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبوت جاری ہے اور حضور ﷺ کے بعد قیامت تک نئے نبی آسکتے ہیں۔

آئیے پہلے حدیث اور اس کا ترجمہ دیکھتے ہیں پھر قادیانیوں کے باطل استدلال کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ، وَلَوْ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا، وَلَوْ عَاشَ لَعَتَقَتْ أَخْوَالُهُ الْقِبْطُ، وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ.

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1475)

ترجمہ: ”جب رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کا انتقال ہوگیا، تو آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اور فرمایا: جنت میں ان کے لیے ایک دایہ ہے، اور اگر وہ زندہ رہتے تو صدیق اور نبی ہوتے، اور ان کے ننہال کے قبطی آزاد ہو جاتے، اور کوئی بھی قبطی غلام نہ بنایا جاتا“۔

قادیانی اس روایت سے باطل استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر نبوت جاری نہ ہوتی ختم ہوچکی ہوتی تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ کیوں فرماتے کہ اگر ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا اس طرح فرمانا ہمیں بتاتا

ہے کہ نبوت جاری ہے اور نئے نبی آسکتے ہیں۔

”قادیانیوں کے باطل استدلال کے جوابات“

قادیانیوں کے اس باطل استدلال کے بہت سے جوابات ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر1:

ابن ماجہ میں ہی ایک اور روایت موجود ہے جو اس روایت کی واضح تشریح کرتی ہے۔ وہ روایت درج ذیل ہے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيل بْنُ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَاتَ وَهُوَ صَغِيرٌ، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ لَعَاشَ ابْنُهُ، وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 1345)

ترجمہ: ”(روایت کرنے والے راوی اسماعیل کہتے ہیں کہ) میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صاحب زادے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا: ابراہیم بچپن ہی میں انتقال کر گئے، اور اگر نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی کا نبی ہونا مقدر ہوتا تو آپ کے بیٹے زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے“۔

اس روایت سے پتہ چلا کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صاحبزادے اس لئے فوت ہوگئے کیونکہ نبوت جاری نہیں ہے ختم ہوگئی ہے۔ کیونکہ اگر وہ زندہ رہتے تو ان میں نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی۔

جواب نمبر2:

اس روایت پر محدثین نے کلام کیا ہے اور اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس لئے قرآن کی نص اور صحیح روایات کے ہوتے ہوئے ایک ضعیف اور کمزور روایت کو کیسے قبول کیا جاسکتا ہے۔

چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں جہاں محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

1. شیخ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ "مجھے نہیں معلوم کہ اس قول کے کیا معنی ہیں کیوں کہ یہ کہاں ہے کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہو۔ اس لئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے نبی نہیں تھے"۔ (انجاح صفحہ 108)
2. علامہ ابن حجر رح نے فرمایا ہے کہ اس روایت کا راوی "ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان" متروک الحدیث ہے۔ (تقریب التہذیب صفحہ 25)
3. امام نووی رح نے تہذیب الاسماء میں لکھا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے۔ غیب کی باتوں پر جسارت ہے۔ بڑی بے تکی بات ہے۔ (موضوعات کبیر صفحہ 58)
4. شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس کی سند میں ابوشیبہ ابراھیم بن عثمان ہے جو ضعیف ہے۔ (مدارج النبوت جلد 2 صفحہ 677)
5. امام ترمذی کی رائے یہ ہے کہ یہ منکر الحدیث ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد 1 صفحہ 145،144)

جواب نمبر 3:

اگر یہ روایت صحیح بھی ہوتی اور اس کے راوی پر بھی جرح نہ ہوتی پھر بھی زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر حضور ﷺ کے بعد نبوت جاری ہوتی اور حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ رہتے تو ان میں نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی لیکن وہ نبی نہیں تھے کیونکہ نبوت کا دروازہ بند ہے۔

جواب نمبر 4:

اس روایت میں ایک حرف "لو" استعمال ہوا ہے۔ اور حرف "لو" وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں یہ معنی ہو کہ یہ کام نہیں ہوسکتا لیکن بطور مثال کے بیان کیا گیا ہو۔ جیسے قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

لَوۡ كَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۔

ترجمہ: ”اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو دونوں درہم برہم ہوجاتے۔ لہذا عرش کا مالک اللہ ان باتوں سے بالکل پاک ہے جو یہ لوگ بنایا کرتے ہیں“۔ (سورہ الانبیاء آیت نمبر 22)

اس آیت میں حرف "لو" استعمال کر کے یہ بیان کیا گیا ہے اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور الہ زمین و آسمان میں ہوتا تو زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہوجاتا۔ اب یہ تو یقینی بات ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اور الہ نہیں لیکن حرف "لو" استعمال کر کے اس کو بطور مثال ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح اس روایت میں بھی بطور مثال ذکر ہے کہ ویسے تو نبوت کا دروازہ بند ہے لیکن بالفرض اگر نبوت کا دروازہ کھلا ہوتا تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ میں نبی بننے کی صلاحیت موجود تھی۔

حدیث نمبر 2:

قادیانی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

"قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ"۔ (مجمع البحار ص 85 در منشور جلد 5 صفحہ 204)

”یہ تو کہو کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا“۔

قادیانی کہتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک نبوت جاری تھی۔

”قادیانیوں کے باطل استدلال کے علمی تحقیقی جوابات“

قادیانیوں کے اس باطل استدلال کے بہت سے جوابات ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر 1:

اماں عائشہ صدیقہؓ کے جس قول پر قادیانی اعتراض کرتے ہیں اسی طرح کا ایک قول حضرت مغیرہؓ سے بھی منقول ہے۔

قول اماں عائشہ صدیقہؓ اور قول حضرت مغیرہؓ کی دونوں مکمل عبارتیں بمع ترجمہ و تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

"و فی حدیث عیسیٰ انہ تقتل الخنزیر ویکسر الصلیب ویزید فے الحلال اے یزید فی حلال نفسہ بان یتزوج ویولد لہ وکان لم یتزوج قبل رفعہ الی السماء فزاد بعد الھبوط فی الحلال فھینذ یومن کل احد من اھل الکتب یتیقن بانہ بشروعن عائشہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولو الانبی بعدہ وھذا ناظر الی نزول عیسیٰ وھذا ایضالا ینافی حدیث لانبی بعدہ لانہ اراد لانبی ینسخ شرعہ"۔ (تکلمہ مجمع البحار صفحہ 85)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور صلیب کو توڑیں گے اور اپنے نفس کی حلال چیزوں میں اضافہ کریں گے یعنی نکاح کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے نکاح نہیں فرمایا تھا۔ آسمان سے اترنے کے بعد نکاح فرمائیں گے۔ (جو لوازم بشریت سے ہے) پس اس حال کو دیکھ کر ہر شخص اہل کتاب میں سے ان کی نبوت پر ایمان لے آئے گا اور اس بات کا یقین کرے گا کہ عیسیٰ علیہ السلام بلاشبہ ایک بشر ہیں۔ خدا نہیں جیسا کہ نصاریٰ اب تک سمجھتے رہے۔ اور عائشہ صدیقہؓ سے جو یہ منقول ہے کہ وہ فرماتی تھیں کہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ ان کا یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو پیش نظر رکھ کر تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا حدیث لانبی بعدی کے منافی نہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد حضور ﷺ ہی کی شریعت کے متبع ہوں گے۔ اور لانبی بعدی کی مراد یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہ آئے گا جو آپ کی شریعت کا ناسخ ہو"۔

اور اسی قسم کا قول حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ سے منقول ہے:

" عن الشعبی قال قال رجل عند المغیرۃ بن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لانبی بعدہ فقال المغیرہ بن شعبۃ حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج ھو خرج فقد کان قبلہ وبعدہ"۔ (تفسیر در منشور جلد 5 صفحہ 204)

"شعبیؒ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت مغیرہؓ کے سامنے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل کرے محمد ﷺ پر جو خاتم الانبیاء ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت مغیرہؓ نے فرمایا خاتم الانبیاء کہہ دینا کافی ہے۔ یعنی لانبی بعدہ

کہنے کی ضرورت نہیں۔کیونکہ ہم کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر تشریف لائیں گے۔پس جب وہ آئیں گے تو ایک ان کا آنا محمد ﷺ سے پہلے ہوا اور ایک آنا محمد ﷺ کے بعد ہوگا"۔

پس جس طرح مغیرہؓ ختم نبوت کے قائل ہیں مگر محض عقیدہ نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی حفاظت کے لئے لانبی بعدی کہنے سے منع فرمایا اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ختم نبوت کے عقیدہ کو تو خاتم النبیین کے لفظ سے ظاہر فرمایا اور اس موہم لفظ کے استعمال سے منع فرمایا کہ جس لفظ سے عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے خلاف کا ابہام ہوتا تھا۔ ورنہ حاشا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ حضور ﷺ کے بعد کسی قسم کی نبوت کو جائز کہتی ہیں۔

جواب نمبر2:

رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں:"انا خاتم النبیین لانبی بعدی"اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا قول:"ولا تقولوا لانبی بعده"یہ صریحاً اس فرمان نبوی ﷺ کے مخالف ہے۔

قول صحابہؓ وقول نبوی ﷺ میں تعارض ہوجائے تو حدیث وفرمان نبوی کو ترجیح ہوگی۔ پھر لانبی بعدی حدیث شریف متعدّد صحیح اسناد سے مذکور ہے۔اور قول عائشہ صدیقہؓ ایک موضوع اور بے سند قول ہے۔صحیح حدیث کے مقابلہ میں یہ کیسے قابل حجت ہوسکتا ہے؟

جواب نمبر3:

خود حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک صحیح روایت منقول ہے۔

" لم یبق من النبوة بعده شئ الا مبشرات "۔ (کنزالعمال جلد8 صفحہ 33)

"(حضور ﷺ کے بعد) اچھے خوابوں کے علاوہ نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا"۔

اس واضح فرمان کے بعد اس بے سند قول کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب کرنے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے؟

جواب نمبر4:

قادیانی دجل ملاحظہ ہو کہ وہ اس قول کو جو مجمع البحار میں بغیر مرفوع متّصل سند کے نقل کیا گیا ہے استدلال کرتے وقت بھی آدھا قول نقل کرتے ہیں۔ اس میں ہے۔

"ھذا ناظر الی نزول عیسیٰ علیہ السلام تکملہ"۔ (مجمع البحار صفحہ 85)

یعنی اماں عائشہ صدیقہؓ سیدنا عیسی علیہ السلام کے نزول کو ذہن میں رکھ کر یہ فرما رہی ہیں کہ سیدنا عیسی علیہ السلام نے بھی تشریف لانا ہے۔

(سیدنا عیسی علیہ السلام کا مقام نبوت باقی ہے۔ اور دور نبوت ختم ہو چکا ہے۔ اب وہ امتی اور خلیفہ کی حیثیت سے آئیں گے)

اماں عائشہ صدیقہؓ کا مقصد یہی ہے کہ ان کے ذہن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا مسئلہ تھا۔ یہ نہ کہو کہ آپ ﷺ کے بعد نبی کوئی نہیں (آئے گا) اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا۔ یہ کہو کہ آپ ﷺ خاتم النبیین یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی بنایا نہیں جائے گا۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام وہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے ہیں۔

جواب نمبر5:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے اس قول کے محدثین نے بہت سے مطلب بیان کئے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

پہلا معنی

اس قول میں بعدہ خبر کے مقام پر آیا ہے۔ اور خبر افعال عامہ یا افعال خاصہ سے مخدوف ہے۔ اس لئے اس کا پہلا معنی یہ ہو گا: ''لا نبی مبعوث بعدہ'' حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ مرقات حاشیہ مشکوۃ شریف پر یہی ترجمہ مراد لیا گیا ہے جو صحیح ہے۔

دوسرا معنی

”لانبی خارج بعدہ“حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور نہیں ہوگا۔ یہ غلط ہے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ حضرت مغیرہؓ نے ان معنوں سے:”لاتقولوا لا نبی بعدہ“کی ممانعت فرمائی ہے۔ جو سوفیصد ہمارے عقیدہ کے مطابق ہے۔

تیسرا معنی

”لانبی حیي بعدہ“حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی زندہ نہیں۔ ان معنوں کو سامنے رکھ کر حضرت عائشہؓ نے: ”لاتقولوا لانبی بعدہ“فرمایا۔ اس لئے کہ خود ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی روایات منقول ہیں۔

جواب نمبر6:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

”دوسری کتب حدیث (بخاری و مسلم کے علاوہ) صرف اس صورت میں قبول کے لائق ہوں گے کہ قرآنؐ اور بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث سے مخالف نہ ہوں“۔ (روحانی خزائن جلد10 صفحہ60)

جب صحیحین کے مخالف مرزا کے نزدیک کوئی حدیث کی کتاب قابل قبول نہیں تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف منسوب بے سند قول صحیحین کے مخالف قابل قبول ہوگا؟

نیز مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

”حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا“۔ (روحانی خزائن جلد13 صفحہ217)

کیا یہ ممکن ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایسی مشہور و صحیح حدیث کے مخالف یہ قول ارشاد فرمایا ہو؟

جواب نمبر7:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہ قول اگر صحیح ہوتا تو بھی مرزائیت کے منہ پر جوتا تھا۔ اس لئے کہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ہی روایت ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ:"سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ؟، هُوَ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ؟، قَالَ: إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ

النَّفَقَةُ، قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟، قَالَ: فَعَلَ ذَلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ، وَأَنْ أُلْصِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ". (بخاری شریف حدیث نمبر1584)

”حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، پھر میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اسے کعبے میں کیوں نہیں شامل کیا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ تمھاری قوم کے پاس خرچ کی کمی پڑ گئی تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دروازہ کیوں اونچا بنایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی تمھاری قوم ہی نے کیا تاکہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔ اگر تمھاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ تازہ تازہ نہ ہوتا اور مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل بگڑ جائیں گے تو اس حطیم کو بھی میں کعبہ میں شامل کر دیتا اور کعبہ کا دروازہ زمین کے برابر کر دیتا“۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قوم تازہ تازہ ایمان لائی ہے ورنہ میں بیت اللہ شریف کو توڑ کر اس کے دو دروازے کر دیتا۔ ایک سے لوگ داخل ہوتے دوسرے سے نکل جاتے۔

یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بخاری شریف میں موجود ہے۔ کوئی شخص لانبی بعدی کی روایت سے قادیانی دجالوں کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا انکار نہ کر دے۔ اس لئے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

جواب نمبر8:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف اس قول کی نسبت صریحاً بے اصل و بے سند ہے۔ دنیا کی کسی کتاب میں اس کی متّصل مرفوع سند مذکور نہیں۔ ایک بے سند قول سے نصوص قطعیہ اور احادیث متواترہ کے خلاف استدلال کرنا صرف قادیانی دجل و فریب ہے۔

جواب نمبر9:

اماں عائشہ صدیقہؓ سے منسوب اس قول کی تفصیلی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

معزز قارئین ! اللہ کے آخری نبی محمد ﷺ کی مرفوع ،متّصل اور صحیح احادیث مختلف کتب احادیث میں ماجود ہیں جنکے اندر اپ ﷺ نے فرمایا کہ "لانبی بعدی " میرے بعد کوئی نبی نہیں ،

(یہ الفاظ آنحضرت ﷺ سے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے صحیح بخاری حدیث نمبر 3455، صحیح مسلم حدیث نمبر 1842 میں ، حضرت سعد بن ابي وقاص رضی اللہ عنہ نے صحیح مسلم حدیث نمبر 2404 میں اور حضرت ثوبان بن بجداد رضی اللہ عنہ نے سنن ترمذی حدیث نمبر 2219 ، سنن ابي داوٗد حدیث نمبر 4252 اور مستدرک حاکم میں حدیث نمبر 8390 میں صحیح اسناد کے ساتھ بیان کی ۔)

جب خود نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اپ کے بعد کوئی کہے کہ "لانبی بعدی " نہ کہو؟ اور کیا آنحضرت ﷺ کے واضح اور صریح الفاظ کے بعد کسی صحابي کی طرف منسوب علم اصول احادیث کی رو قابل قبول رہ جاتی ہے ؟ ؟جس میں کسی صحابي کا اپنا قول فرمان رسول اللہ ﷺ سے ٹکراتا ہو؟ ؟ ہرگز نہیں ۔

بلکہ اصول حدیث ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مرفوع متّصل صحیح حدیث کے مقابلے میں اگر کسی صحابي کا اپنا قول چاہے بظاہر متّصل اور صحیح سند کے ساتھ بھی ملے تو حدیث رسول اللہ ﷺ کے آگے اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ چہ جائیکہ وہ قول غیر مستند ہو۔

مرزائی دھوکے باز اور شعبدہ باز ہمیشہ دجل وفریب دیتے رہتے ہیں ،انہیں وہ احادیث نبویہ نظر نہیں آتی یا وہ دیکھنا نہیں چاہتے جنکے اندر خود خاتم الانبیاء نے فرمایا "لانبی بعدی " انہیں اگر کسی کتاب سے غیر مستند بات نظر آجائے جو کسی صحابي کی طرف منسوب ہو تو وہ اس کو اچھال اچھال کر دھوکے دیں گے ۔

ایسا ہی ایک دھوکہ یہ دیا جاتا ہے کہ " امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے تفسیر در منشور میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ اپ نے فرمایا صرف یہ کہا کرو کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہ مت کہا کرو کے "لانبی بعدی "یعنی اپ کے بعد کوئی نبی نہیں ۔

اگرچہ امام سیوطی نے اسی جگہ اس سے پہلے متعدّد مستند اور صحیح روایات لکھی ہیں جو مرزائی عقیدہ کا پاش پاش کرتی ہیں ، نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب اس قول کے بعد وہیں امام سیوطی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا قول بھی ذکر کیا ہے جسکے اندر اس بات کی وضاحت ہے کہ لانبی بعدی کیوں نہ کہا کرو وہ اس وجہ

سے تھا کہ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام نے دوبارہ نہیں آنا، لیکن مرزائی اس روایت کا ذکر نہیں کریں گے۔

آئیے جائزہ لیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب یہ قول سند اور علم اصول حدیث کے مطابق صحیح ہے؟

تفسیر در منشور میں امام سیوطی نے خود تو اس روایت کی کوئی سند نہیں بیان کی، وہاں مصنف ابن ابی شیبہ کا حوالہ دیا ہے، جب ہم نے مصنف ابن ابی شیبہ کی طرف رجوع کیا تو وہاں اس کتاب کے مختلف نسخوں اور اڈیشنوں میں اس روایت کی سند مختلف ہے، پرانے زمانے کے نسخوں میں اس روایت کی سند میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے راوی کا نام " جریر بن حازم " ہے یعنی جریر بن حازم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان کوئی اور راوی نہیں ہے، بعد میں کچھ نسخوں میں اس روایت کی سند میں " جریر بن حازم " اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان مزید راوی " محمد " کا اضافہ ہے (جس سے مراد مشہور تابعی محمد بن سرین رحمتہ اللہ علیہ ہے)۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے جن ایڈیشنوں میں راوی جریر بن حازم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور راوی نہیں ہے وہاں یہ روایت منقطع ٹھہرتی ہے کیونکہ "یہ جریر بن حازم تقریباً 90 ہجری میں پیدا ہوئے"۔ (بحوالہ تہذیب التہذیب جلد 1 ص 295)

اور "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات تقریباً 58 ہجری میں ہو چکی تھی"۔ اس طرح جریر بن حازم تو پیدا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے تقریباً 30 سال بعد ہوئے، لہذا ایسا ممکن ہی نہیں کہ انہوں نے یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہو. اسی وجہ سے یہ روایت نہ قابل اعتبار ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ کے دوسرے نسخوں میں جن میں جریر بن حازم کے بعد ایک راوی " محمد " کا ذکر ہے اس سے مراد تابعی محمد بن سرین رحمتہ اللہ علیہ ہیں، اور دلچسپ بات یہ ہے کہ محمد بن سرین کی بھی ملاقات بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں اور نہ ہی انہوں نے کوئی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنی ہے، مشہور امام جرح و تعدیل ابن ابی حاتم لکھتے ہیں "ابن سرین لم یسمع من عائشة شیئاً" ابن سرین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ نہیں سنا۔ (کتاب المراسیل لابن ابی حاتم صفحہ 188)

یہی بات حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی نقل کی ہے۔(تہذیب التہذیب جلد 3 ص 587)

اس طرح ثابت ہوا کہ حضرت عائشہ رضِی اللہ عنہا کی طرف منسوب یہ روایت منقطع یا مرسل ہے اور اصول احادیث کی رو سے قابل اعتبار نہیں، بلکہ مرفوع اور متّصل احادیث کے ہوتے ہوئے مردود اور ناقابل اعتماد ہے۔

پھر مزے کی بات ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضِی اللہ عنہا خود آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ اپ نے فرمایا:

"لا يبقى بعدى من النبوة الا المبشرات ، قالو يا رسول الله وما المبشرات ؟ قال : الرؤيا الصالحة يراها الرجل أو ترى له"۔ (مسند احمد جلد 6 ص 129)

”میرے بعد مبشرات کے علاوہ نبوت میں سے کچھ باقی نہیں، صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مبشرات کیا ہیں؟ تو اپ نے فرمایا: نیک آدمی جو خواب دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے“۔

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے منسوب اس قول کی کوئی مرفوع متّصل سند نہیں ہے اور ایک بے سند قول کو کیسے صحیح احادیث کے مقابلے میں قبول کیا جاسکتا ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ بالفرض محال اگر اس قول کو صحیح بھی تسلیم کرلیں تو اماں عائشہ صدیقہؓ نے یہ بات اس لئے فرمائی ہے کیونکہ سیدنا عیسی علیہ السلام نے تشریف لانا ہے۔ اور ان کے آنے سے نبیوں کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر 3:

قادیانی ایک اور حدیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے مسجد نبوی کے بارے میں فرمایا کہ "مسجدی آخر المساجد "یعنی یہ مسجد آخری مسجد ہے۔ تو ظاہر ہے کہ اپکی مسجد کے بعد دنیا میں ہر روز مسجدیں بن رہی ہیں تو اپنے خاتم النبیین ہونے کا بھی یہی مطلب ہوگا کہ اپ کے بعد نبی بن سکتے ہیں۔

قادیانیوں کے اس باطل استدلال کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر 1:

اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ سارے انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت مبارکہ تھی کہ وہ مسجد بناتے تھے۔ اور جب حضور ﷺ نے مسجد نبوی بنوائی تو ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی نے نہیں آنا تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی جو مسجد بنانے کی سنت تھی اس پر عمل نہیں ہونا تھا اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسجد نبوی انبیاء کرام علیہم السلام کی آخری مسجد ہے۔ یہ حدیث تو ختم نبوت کی دلیل بنتی ہے نہ کہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے۔

جواب نمبر2:

اس حدیث میں جہاں مسجدی آخر المساجد کے الفاظ آئے ہیں وہاں احادیث میں آخر مساجد الانبیاء کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

اس کے علاوہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء"۔ (کنزالعمال جلد6 صفحہ256)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں انبیاء کو ختم کرنے والا ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد کو ختم کرنے والی ہے"۔

لیجئے اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت سے بات بالکل واضح ہوگئی کہ اس روایت سے مراد یہی ہے کہ مسجد نبوی انبیاء کی آخری مسجد ہے۔

"خلاصہ کلام"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس روایت سے یہ بالکل ثابت نہیں ہوتا کہ نبوت جاری ہے اور نئے نبی آسکتے ہیں۔ بلکہ اس روایت میں تو حضور ﷺ نے اپنی ختم نبوت کو بیان فرمایا ہے کہ جس طرح میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ اور میرے بعد نبیوں کی تعداد میں کسی ایک نبی کا بھی اضافہ نہیں ہوگا۔ اسی طرح میری مسجد بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی مساجد کو ختم کرنے والی ہے۔ اب انبیاء کرام علیہم السلام کی بنوائی گئی مساجد میں بھی کسی ایک مسجد کا اضافہ نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر4:

قادیانی ایک اور حدیث پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس روایت میں حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین فرمایا ہے۔ اور ہجرت تو تاقیامت جاری رہے گی۔ اسی طرح حضور ﷺ نے اپنے آپ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ اور نبوت بھی تاقیامت جاری رہے گی۔

سب سے پہلے حدیث اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

"اطمئن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة"۔

"حضور ﷺ نے فرمایا اے چچا آپ اطمینان رکھیں کیونکہ آپ مہاجرین کو ختم کرنے والے ہیں۔ جس طرح میں نبوت میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں"۔

اب اس باطل استدلال کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر1:

سب سے پہلے حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

"اطمئن یا عم فانک خاتم المهاجرین فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة"۔

"حضور ﷺ نے فرمایا اے چچا آپ اطمینان رکھیں کیونکہ آپ مہاجرین کو ختم کرنے والے ہیں۔ جس طرح میں نبوت میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں"۔

اب اصل واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المھاجرین اس لئے کہا گیا تھا کیونکہ مکہ فتح ہونے سے پہلے وہ آخری مھاجر تھے جو مکہ مکرمہ سے ہجرت کر رہے تھے لیکن جب دیکھا کہ آپ ﷺ اپنی فوج کے ہمراہ مکہ فتح کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے افسوس ظاہر کیا کے میں ہجرت کی فضیلت سے محروم رہا۔ حضور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تسلی اور حصول ثواب کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ خاتم المھاجرین ہیں۔ اس لئے کے مکہ مکرمہ سے واقعی ہجرت کرنے والے آخری مھاجر حضرت عباس تھے، مکہ مکرمہ حضرت ﷺ کے ہاتھوں ایسا فتح ہوا جو قیامت کی صبح تک دارالسلام رہے گا تو مکہ مکرمہ سے آخری مہاجر حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی ہوئے۔

جواب نمبر2:

ہجرت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف کی جاتی ہے۔ اور مکہ مکرمہ قیامت تک دارالسلام رہے گا۔ مکہ مکرمہ سے قیامت تک ہجرت نہیں ہوگی۔اس لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے والے آخری مہاجر تھے۔ کیونکہ ان کے بعد قیامت تک مکہ مکرمہ سے کوئی ہجرت نہیں کرے گا۔ کیونکہ مکہ مکرمہ قیامت تک دارالاسلام رہے گا۔

حدیث نمبر5:

قادیانی ترمذی شریف کی درج ذیل روایت پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس روایت میں خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ نبوت جاری ہے۔ اور نئے نبی بھی آسکتے ہیں۔

سب سے پہلے ترمذی شریف کی روایت اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ - (ترمذی شریف روایت نمبر 2271)

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے"۔

"قادیانیوں کے باطل استدلال کا جواب"

قادیانیوں کے اس باطل استدلال کا جواب یہ ہے کہ جس طرح دھاگے کو کپڑا نہیں کہہ سکتے۔ جس طرح اینٹ کو مکان نہیں کہہ سکتے۔ جس طرح آدمی کے کٹے ہوئے ناخن کو انسان نہیں کہہ سکتے اسی طرح سچے خوابوں کو نبوت بھی نہیں کہہ سکتے۔

حدیث نمبر6:

قادیانی مندرجہ ذیل حدیث پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد 30 جھوٹے دجال نبوت کا دعوی کریں گے۔ اور اب 30 جھوٹے مدعیان نبوت کی تعداد پوری ہوچکی ہے۔ لہذا اب سچے انبیاء آئیں گے۔

سب سے پہلے حدیث اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ دَجَّالُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ"۔ (ابوداؤد شریف حدیث نمبر 4333)(ترمذی شریف حدیث نمبر 2218)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس دجال ظاہر نہ ہو جائیں، وہ سب یہی کہیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں"۔

قادیانیوں کے اس باطل استدلال کے بہت سے جوابات ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر 1:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے:

"آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ دنیا کے آخر تک قریب 30 کے دجال پیدا ہوں گے"۔

(روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197)

یہاں مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ دنیا کے آخر تک ایسے جھوٹے دجال آئیں گے۔ یعنی زمانے کی قید نہیں ہے کہ اس زمانے تک ایسے دجال آئیں گے اور اس زمانے کے بعد ایسے دجال نہیں آسکتے۔

مرزا قادیانی کی اس تحریر سے پتہ چلا کہ دجالوں کی تعداد پوری نہیں ہوئی بلکہ ابھی مزید ایسے جھوٹے دجالوں نے آنا ہے جو نبوت کا دعوی کریں گے۔

جواب نمبر 2:

اس حدیث میں جن دجالوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ بڑے بڑے دجال ہیں جو نبوت کا دعوی کریں گے۔ اور ان کا فتنہ کچھ دیر باقی رہے گا۔ جن کا فتنہ باقی نہیں رہا اور ان کا فتنہ تھوڑی دیر چلا۔ ان کا ذکر نہیں ہے۔

اور نواب صدیق حسن صاحب نے لکھا ہے:

"آنحضرت ﷺ نے جو اس امت میں تیس دجالوں کی آمد کی خبر دی تھی۔ وہ پوری ہو کر 27 کی تعداد مکمل ہو چکی ہے"۔ (حجج الکرامۃ)

اب مرزا قادیانی کو بھی ان دجالوں میں شامل کر کے ایسے جھوٹے دجالوں کی تعداد 28 ہو چکی ہے۔

"خلاصہ کلام"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس روایت سے نبوت کا جاری رہنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد بھی بہت سے لوگ جو جھوٹے ہوں گے وہ نبوت کا دعوی کریں گے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالٰی نے مجھ پر رسالت اور نبوت کو منقطع کر دیا ہے اب میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول آئے گا۔